بامِ ترقی

ایک دلکش معنی خیز اور سبق آموز

ڈراما

مصنفہ

منشی غلام قادر صاحب فرخ

امرتسری

مصنف "زبانِ حال" و "سبز باغ"

قیمت فی جلد ۱ر

باہتمام سی آر کھنہ - اسسٹنٹ مینیجر مقبول عام کتب ایجنسی کٹرہ پرجہ امرتسر

یکم ستمبر ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا تعداد جلد ۱۰۰۰

ملنے کا پتہ :- مینیجر مقبول عام کتب ایجنسی کٹرہ پرجہ امرتسر

دیباچہ

ہندوستان کے ادبار کی سب سے زیادہ وجہ یہ ہے، کہ اسکے باشندے علم وعمل سے بے بہرہ ہونے کے باعث اپنے فرایض سے غافل ہوگئے۔ ملکی صنعت وحرفت کی بے قدری کرنے لگے۔ اور باہمی بغض وعناد کی بدولت اپنی تمام طاقتیں زایل کردیں۔

میں نے اس چھوٹے سے ڈراما "بامِ ترقی" میں اسبابِ تنزل وذرایع ترقی کو مختلف کیریکٹرس بناکر ہندوستان کو اُس اعلیٰ معراج پر پہنچایا ہے۔ جو موجودہ تہذیب کی نظروں میں سب سے افضل ہے۔ اور جسکے خوشگوار خواب نہ صرف ہم بلکہ سب ایشیائی قومیں شب وروز دیکھ رہی ہیں۔ کاش کہ ان کی تعبیر ہمارے حسب منشا ہو۔

نیازمند

فرخ امرتسری

بامِ ترقی

سین پہلا ——— مکانِ یاس

(ہندوستان سویا ہے۔ اور علم سرہانے کھڑا ہے)

علم "آہ! کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے۔ کیا یہ وہی ہندوستان ہے، جس کا ستارۂ اقبال اوج پر چمکتا تھا اور اب غفلت کی گہری نیند میں ایسا سویا ہے، کہ کروٹ تک نہیں بدلتا۔ رات کی تاریکی کافور ہو گئی۔ صبح کی نورانی صورت افق پر نمودار ہے، جانور اپنے اپنے آشیانوں سے نکل نکل کر تلاش معاش کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ کمبخت لمبی تانے سو رہا ہے۔ مناسب ہے، کہ یہ بھی جاگے۔" (ہندوستان کو اچھی طرح ہلا کر غائب ہو گیا)

ہندوستان (آنکھیں مل کر اور ادھر اُدھر دیکھ کر) "کون تھا؟ کوئی نہیں۔ بےخوابی کا اثر ہے۔ ابھی تو دن نہیں چڑھا۔ اندھیرا ہے"۔ (پھر سو گیا)

علم (پاس آکر) "اندھیرا نہیں، سیہ بختی کی تاریکی تیری آنکھوں میں چھائی ہے۔ بدنصیب جاگ!" (پھر ہلا کر غائب ہو گیا۔)

ہندوستان (آنکھیں کھول کر) "الٰہی! یہ خواب ہے یا خیال ہے، مجھے کون بار بار جگاتا ہے، اور کیوں ستاتا ہے۔ (بیٹھ کر) اہا! کیسی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ (انگڑائی لے کر) مگر ابھی سورج نہیں نکلا"۔ (پھر لیٹ گیا اور

آنکھیں بند کر لیں)

علم (پاس آکر) "غافل ایسے نہیں جاگے گا! اِسے ہوش میں لانے کا یہ علاج ہے۔" (پانی کے چھینٹے دے کر غائب ہوگیا)

ہندوستان (گھبرا کر اُٹھا) "کون کمبخت ہے؟ (اِدھر اُدھر دیکھکر) یہ پانی کے قطرے مُنہ پر کیسے پڑے؟ کوئی بادل کا ٹکڑا اُڑا جاتا ہے۔ (آسمان کی طرف نظر کرکے) نہیں نہیں مطلع صاف ہے۔ کیا شبنم کی بُوندیں ہیں؟ (مُنہ پُونچھ کر) نہیں! وہ تو پھُولوں کی نرم اور نازک پتّیوں پر بھلی معلوم دیتی ہیں، نہ کہ میرے مُرجھائے ہُوئے خزاندیدہ چہرے پر۔ (آہ کھینچ کر) آنسو ہیں۔ خوشی کے آنسو نہیں، غم وافسوس کے آنسو، حسرت ویاس کے آنسو۔"

علم (سامنے آکر) "اے خوابِ غفلت کے متوالے! آنکھیں کھول۔ آسمان کی طرف دیکھ۔ رات ختم ہوچکی، سُورج کی روشنی چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ تو نے بہت آرام کیا، اور آرام بھی وہ، کہ جسکے عوض ہزاروں مصائب کا سامنا ہوگا! ہزاروں آفتیں اُٹھانا پڑینگی۔ ہوش کر، اور منزلِ مقصود کی راہ لے!"

ہندوستان (حیرت سے) "منزلِ مقصود! میری کوئی منزلِ مقصود نہیں! مجھے کہیں کا عزم نہیں ~ جس جگہ بیٹھ گئے ہم وہ مکاں اپنا ہے۔"

علم "نہیں! اِس خوابِ گراں نے تیری قوّتِ حافظہ کو بھی تباہ کر دیا، تو دُنیا میں ایک مسافر ہے، مُلکِ عدم سے اِس لئے آیا تھا، کہ مقامِ ترقی میں پہنچے، ابھی تھوڑی مسافت طَے کی تھی، کہ دَورِ فلک نے خود فراموشی کی اندھیری رات کی تاریکی پھیلادی، خوابِ غفلت نے ہوش وحواس پر غلبہ پایا۔ تو اِس اُجڑے مکان میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا، اور ایسا سویا، کہ اب اپنے ارادوں کی خبر ہی نہیں۔"

ہندوستان (حیران ہوکر) "واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو! کوئی منجم تو نہیں ہو۔ مجھے اِن واقعات کا خیال پڑتا ہے، مگر تمام کیفیت خواب نظر آتی ہے۔"

علم۔ "آہستہ آہستہ سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ جو کچھ میں نے کہا، درست کہا؛ میں تمہارے حالات سے بخوبی واقف ہوں۔ بس اب وقت ضایع نہ کر، اور کمر ہمت باندھ، جب تک اِس اُجڑے مکان میں رہیگا، کبھی آرام نہ پائے گا۔ راحت ہمیشہ محنت سے حاصل ہوتی ہے۔"

ہندوستان۔ "مقام ترقی کدھر ہے؟"

علم۔ (اُنگلی کا اشارہ کرکے) "اِدھر ہے!"

ہندوستان۔ "کوئی رُکاوٹ!"

علم۔ "لاتعداد۔"

ہندوستان۔ "انسداد؟"

علم۔ "جواں مردی، اور ثابت قدمی۔" (علم گیا)

ہندوستان۔ "افسوس! میں ایسا سویا، کہ اپنا آپ بھول گیا۔ اپنے فرایض مجھے یاد نہ رہے، حقیقی دوست دُشمن نظر آنے لگے، مجھے خیال پڑتا ہے، علم کسی وقت میرا مونس و غمخوار تھا، مگر اب میں اس کی صورت بھی نہ پہچان سکا۔ واقعی اس نے جو کہا، دُرست کہا، مجھے نیند میٹھی معلوم دیتی تھی، مگر اب جان تلخ ہو گئی۔ ہمراہیوں کا نشان نہیں ملتا، وہ کہیں کے کہیں پہنچ گئے، میں یہاں افسردہ خاطر بیٹھا ہوں۔ آہ! ع

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا۔ ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

حیران ہوں، کروں تو کیا کروں، دُور دراز کا سفر، رہزنوں کا خوف، رستہ خطرناک، مصائب کا اندیشہ، جسم بے تاب و تواں، آہ!

نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔" (افلاس آیا)

افلاس۔ "میرے پیارے ہندوستان! کیا بڑبڑا رہے ہو، معلوم ہُوا، تمہاری طبیعت اُچاٹ ہے، لیکن غمِ تنہائی سے دل برداشتہ نہ ہونا، میں تمہارا دوست ہوں۔ قحط و طاعون رفیق غمگسار ہیں، ہر طرح کی مدد دینے کو تیار ہیں، ازما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس۔"

ہندوستان۔ "کیا تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے؟ ایسی دوستی پر لعنت! تم نے

مجھے کہیں کا نہ رکھا - میں باز آیا محبت سے اُٹھالو پاندان اپنا"

افلاس - "جسکو کسی طرح کا فکر فاقہ نہ ہو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے، نہ اُسے فرایضِ منصبی کا خیال رہتا ہے، نہ خدا کا خوف - ہم اپنے دوست کو نہ دن کو چین لینے دیتے ہیں، نہ رات کو آرام - محنت اور جفاکشی کے اصول بتاتے ہیں، آرام طلبی اور عیش و عشرت کے دام سے نجات دلاتے ہیں - جن سے ہمارا رشتۂ اتحاد قایم ہے - وہ رات دن یہی ورد کرتے ہیں ؎

فکر نعمت کی نہ کی فقر کی دولت پاکر - کبھی بھوکے نہ رہے رنج کے کھانیوالے"

ہندوستان - "تمہارے ظلم و ستم مجھے ہر وقت یاد ہیں، قحط کی جفائیں فراموش نہیں ہوئیں، پلیگ کی تلوار کے گھاؤ ابھی مندمل نہیں ہوئے - اب جاؤ، مہربانی فرماؤ، مجھے نہ ستاؤ - اب ذرا تاب نہیں، کہ تمہارے صدمے اُٹھاؤں! میری آہِ جانسوز تمہارے دُھوئیں اُڑائیگی، اور سیدھا جہنم میں پہنچائے گی"

افلاس - "یہ انقلاب! ہم رات دن خیر خواہی کا دم بھریں، اور تم ایسے روکھے جواب دو - مگر یاد رہے، ہم سا دوست زمانہ بھر میں نہ ملے گا" افسوس! ؎

بے وفائی سے عزیزوں کی کھلا یہ عقدہ - ہم جہاں میں نہ کسی کے نہ ہمارا کوئی"
(دگیا)

ہندوستان (آہ کھینچکر) :-

اِس گردشِ فلک نے رکھا نہیں کہیں کا - نقشہ پلٹ گیا ہے سب میری سرزمیں کا ناکامیوں نے جاں پر ڈھائی ہے ایک آفت - ابتر ہے حال غم سے میرے دلِ حزیں کا سب پیرہن کے ٹانکے بچھو کی طرح کاٹیں - ڈستا ہے مار بنکر ہر تار آستیں کا خیر! جو ہُوا سو ہُوا، اب اس مایوسانہ حالت میں کب تک رہونگا، بہتر ہے، کہ اپنے حقیقی دوست علم کی نصیحت پر عمل کروں - اور منزلِ مقصود کی راہ لوں - اے ہمت! اے ثابت قدمی!! تم میرا ساتھ دو - تمہارے بغیر اس کٹھن منزل کو طے نہ کر سکوں گا - اے آفتاب کی کرنو! میرے

دل میں جوانمردی کی آگ پھونکو، اے تمام دُنیا کے مالک! میری رہنمائی کر۔ مَیں تیری مدد کے بغیر کسی قابل نہیں۔"

ضمیر (غیب سے) "بد نصیب ہندوستان! ہوش کر! خبردار ہوجا۔ وقت گذر رہا ہے، توکل بخدا، قدم اُٹھا، منزلِ مقصود کی راہ لے، ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ تمام رُکاوٹیں دُور ہو جائیں گی۔ محنت کر محنت، تاکہ راحت نصیب ہو۔ جو دُوسروں کے دست نگر رہے، پایمال ہوئے، اور جنہوں نے اپنی مدد آپ کی صاحبِ اقبال ہوئے۔"

ہندوستان (چاروں طرف دیکھکر) "کس نے آواز دی؟ کون ہے؟ کوئی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے، غیبی آواز ہے، کوئی فرشتہ ہے، یا دیوتا! کوئی ہو۔ بہر حال میرا خیر خواہ ہے۔ اے میرے غائبانہ دوست! بجا فرمایا۔ اب کوئی رُکاوٹ مجھے پست ہمت نہ کریگی۔ مایوسی میں مرنا بُرا ہے، لگاتار کوشش سے اگر کامیابی نہ بھی ہوئی، کاہلی کا الزام تو نہ لگیگا۔"

ضمیر (غیب سے) "نہیں نہیں۔ کامیابی یقینی ہے۔ ع
ہمّت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔"

ہندوستان۔ بیشک۔ ع
دست از طلب نہ دارم تا کام من برآید۔ یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید۔"

سین دُوسرا ——— کوہِ غم

(جہل و نفاق بات چیت کرتے ہیں)

جہل۔ "علم بڑا کمبخت ہے۔ اُس نے ہندوستان کو خوابِ غفلت سے بیدار کردیا! سُنا ہے، کہ اب وہ منزلِ ترقی کی طرف جا رہا ہے۔"

نفاق۔ "ہاں! پھر چلو۔ اگر کہیں ملے، تو اُسے روکیں، اُسکے ارادے پست کریں۔ ضعیف الاعتقاد ہے ہی، جو کہیں گے، مان لیگا۔"

جہل۔ "وہ اب ایسا بے وقوف نہیں رہا، جب تک میرا حلقہ بگوش تھا۔ اس میں یہ صفت موجود تھی۔ لیکن جب سے علم کا دامنگیر ہوا، بہت ہوشیار ہوگیا ہے، اسکا بآسانی قابو آنا امرِ محال ہے۔"

نفاق۔ "اجی توبہ کرو۔ میں اُسے پھندے میں لاکے دکھاؤنگا، اس کے تمام جسم میں ایک فتور مچاؤنگا۔ ہاتھ پاؤں میں ہاتھا پائی ہوگی، دل و جگر میں لڑائی ہوگی۔ دماغ زارِ روس کی طرح مطلق العنان بننے کو تیار ہوگا، اعضاء و قوائے میں بغاوت کا گرم بازار ہوگا۔ آنکھیں ایک دوسرے کو نظرِ قہر سے دیکھیں گی۔ بال وبال ہو جائیں گے، دانت اپنے ہونٹ کاٹیں گے، اور زبان کا لہو چاٹیں گے۔"

جہل۔ "صاحب! آپ کو معلوم نہیں، علم کے ساتھ اتفاق بھی اسکا دوست بن گیا ہے۔ اس کے دل، جگر، دماغ اور تمام اعضاء و قواء ملکر کام کرنے لگ گئے ہیں۔ اُسکے وجود میں وہ طوفان بے تمیزی نہیں رہا۔ اب وہاں تمہاری دال نہیں گلنے کی۔"

نفاق۔ "خیر! دیکھو تو سہی۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگے تو سب کچھ ہو جائے گا۔ یقیناً وہ ہمارے دام میں آئیگا۔"

جہل۔ "مجھے اس میں انکار ہی کیا ہے، بندہ تعمیل حکم کے لئے ہر طرح تیار ہے۔ ممکن ہے، کہ متفق کوشش سے کامیابی حاصل ہو۔ بقولیکہ

دو تن یک شود بشکند کوہ را

نفاق۔ "بس یہی بات ہے۔ پہلے زبانی سمجھاؤ، اگر باز نہ آئے تو اس غار میں گراؤ۔ سیدھا عدم آباد میں پہنچاؤ۔"

جہل۔ "کمال کیا۔ بس بس ٹھیک ہے۔"

نفاق۔ (غور سے دیکھکر اور انگلی کا اشارہ کر کے) وہ دیکھنا! کون آرہا ہے؟"

جہل۔ "ہے تو وہی۔"

نفاق۔ "بس تیار ہو جاؤ۔" (ہندوستان آیا)

جہل۔ (ہندوستان سے) "صاحب! کہاں سے آئے؟"

نفاق "۔آؤ۔ بیٹھیں"۔

ہندوستان "۔میں نے تمہیں کہیں دیکھا ضرور ہے۔ مگر یاد نہیں پڑتا، کہاں دیکھا، اور کب دیکھا"۔

نفاق "۔جی ہاں۔ کیوں یاد پڑے! زمانہ ہی ایسا ہے۔ ہم دیرینہ دوست کیوں نہ بھول جائیں، جب نئے نئے ہم جلیس تمہارے مونس و غمخوار بن جائیں، اور طرح طرح کے سبز باغ دکھائیں۔ ہم ایسے سیہ دل اور محسن کش نہیں، کہ اپنے دوست سے گھر بار چھڑائیں، اور جنگلوں کی خاک چھنوائیں"۔

جہل "۔اب کدھر کا ارادہ ہے؟"

ہندوستان "۔مقام ترقی کی طرف جاتا ہوں"۔

نفاق "۔وہاں کیا ہے؟"

جہل "۔خاک!"

نفاق "۔جاؤ میاں گھر بیٹھو۔ کسی نے بہکایا ہے، ورغلایا ہے۔ توبہ! اتنی بھی حرص کیا! انسان خواہ کتنی ہی کوشش کرے، صرف روزی ہی کا مالک ہے۔ کیوں مفت صدمے اٹھاؤ گے، جان مصیبت میں پھنساؤ گے! ہماری تو یہ رائے ہے۔ ؎

گر خدا دیوے قناعت ماہ یکہفتہ کی طرح۔ جائے ساری کو کبھی آدھی نہ انساں چھوڑ کر"۔

جہل "۔ٹھیک۔ ٹھیک۔ بالکل ٹھیک"۔

ہندوستان "۔نہیں صاحب! اب میں تمہاری باتیں سننے کے لئے تیار نہیں۔ مہربانی فرماؤ، جاؤ کسی اور کو بہکاؤ۔ غفلت، سستی، اور آرام طلبی کو سلام کیا، محنت اور جفاکشی کا دامن پکڑ لیا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھنا مجھے منظور نہیں، پاؤں پھیلا کر سوئے رہنا داناؤں کا دستور نہیں۔ مثل مشہور ہے، مرد بیکار یا شود دزد یا بیمار"۔

نفاق (جہل کی طرف اشارہ کر کے) "ٹھیک ٹھیک"۔ (جہل حملہ کرتا ہے)

جہل "۔جفاکشی کے لئے تیار ہو جا۔ اور اپنی مردانگی کے جوہر دکھا"۔

ہندوستان "۔دیکھو ہوش کرو، آدمیت سیکھو"۔

نفاق (شرارت سے) "جانے دو۔" (بیچ بچاؤ کے بہانے ہندوستان کے ہاتھ پکڑ رکھتا ہے)
جہل۔ (ادھ مُوا سا کر کے) "اب مقام ترقی پر پہنچو گے۔" (پہاڑ کی غار میں دھکیلتا ہے)
نفاق "شاباش! دوست شاباش!! ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔"
جہل۔ (قہقہہ لگا کر) آفریں باد بریں ہمّتِ مردانۂ من۔ ہا ہا ہا۔ (خم ٹھونک کر)
وہ کام ہُوا ہم سے جو رستم سے نہ ہوگا۔"

نفاق "۔کیا کہنے!"
جہل "۔شجاعت اس کو کہتے ہیں۔"
نفاق "۔حماقت اِس کو کہتے ہیں۔"
جہل۔ "بس جی بس چونچ سنبھالو۔ ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو۔"
نفاق "۔ہو گئے آپے سے باہر؟ وحشت کی لینے لگے۔"
جہل۔ "وحشی تم ہو گئے! ہم سے سلیم مزاجوں پر پھبتیاں اُڑاتے ہو، اپنی حماقت کے کرشمے دکھاتے ہو، اگر پھر واہی تباہی بکو گے، تو تم بھی ہندوستان کے ساتھ مقام ترقی پر پہنچو گے۔"

نفاق "۔بس جی ہوش کرو۔" (جہل حملہ کرتا ہے)
جہل "۔بھیجوں جہنم میں۔" (نفاق مقابلہ کرتا ہے)
نفاق "۔دیکھیں کون جہنم میں جاتا ہے۔" (فہم آیا)
فہم "۔کون ہے! کیوں لڑ رہے ہو، جانے دو، چھوڑ دو، کیا معاملہ ہے۔"
(بیچ بچاؤ کرتا ہے)

نفاق "۔یہ تو مذاق تھا، یُونہی زور آزمائی کر رہے تھے۔"
جہل "ہم تو دونوں یار ہیں۔"
فہم "۔لعنت ایسے یارانے پر۔ ابھی 'پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے' کا معاملہ تھا، اور اب ایک دوسرے کی ہوا خواہی کا دم بھر رہے ہیں۔"
نفاق "۔آؤ یار چلیں۔" (دونوں گئے)
ہندوستان۔ (پہاڑ کی غار سے) "افسوس! صد افسوس!! ع
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا۔ کہ جسکے عوض یُوں رُلانے لگا۔

آہ! کون ہے، جو مجھے اِس غار سے نکالے؟ بہتیرے ہاتھ پاؤں مارتا ہوں، مگر ناکامی کے سوا کوئی دستگیری نہیں کرتا۔ اگر ایک دو دن اِسی حالت میں رہا، تو زندگی کا خاتمہ ہے۔ یارب! کسی فرشتے کو میری مدد کے لئے بھیج، تاکہ اس مصیبت سے نجات پاؤں۔ مجھے کیا خبر تھی، کہ یہ دشمن راستے میں مِل جائیں گے۔ ورنہ کوئی اور راہ اختیار کرتا، اور اِس آفت سے محفوظ رہتا۔"

فہم (حیرت سے) "ہیں! یہ کس دردمند کی صدا ہے! اِس وقت یہاں کون؟ کوئی شخص کسی درندے کے چنگل میں چلّا رہا ہے۔ یا کسی بے کس مسافر کو کوئی سینہ زور رہزن ستا رہا ہے۔ (ایک دو قدم چل کر) ہاں ہاں! اِس گھاٹی کے عقب سے آواز آتی ہے۔ ضرور کوئی ستم رسیدہ ہے۔" (ہندوستان کو غار سے نکال کر لایا)

ہندوستان "میں آپ کا نہایت مشکور ہوں، کہ اس مصیبت سے نجات دلائی۔"

فہم "تم کون ہو؟"

ہندوستان "ہندوستان۔"

فہم "غار میں کیونکر گرے؟"

ہندوستان "جہل و نفاق کی عنایت سے! مجھے رستے میں مِل گئے، اور باتوں باتوں میں برانگیختہ ہو کر غار میں پھینک دیا۔"

فہم "افوہ! بڑے ظالم ہیں، خدا اِن کو غارت کرے۔ اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

ہندوستان "میں مقام ترقی کی طرف جا رہا تھا، کہ یہ حادثہ پیش آیا، آگے دیکھئے۔ کِن مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔"

فہم "دوست! مصیبتیں بے شمار ہیں، لیکن اگر ہمت و استقلال سے کام لیا تو کوئی مشکل نہیں۔"

ہندوستان "کچھ بات نہیں "بر سرِ فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد"۔ آپ مجھے

رستہ بتا دیجئے۔"

فہم ۔"چلو۔ میں تھوڑی دُور تک تمہارے ساتھ چلتا ہوں، کہیں منزل ہی پھر نہ بھول جائیں"

سین تیسرا ——— دریائے مصیبت

(ہندوستان افسردہ خاطر کھڑا ہے)

ہندوستان ۔"وائے افسوس! ؎

پار ہونے کا میسّر نہیں یارا مجھکو۔ | بس یہی ہے دریائے مصیبت کا کنارا مجھکو
غرقِ گرداب فنا ہونا ہے کوئی دم میں | صورتِ اشک ہے تنکے کا سہارا مجھکو
ظلمِ جلادِ فلک سے ہے بھرا جی میرا | خنجرِ یاس کے اب گھاٹ اُتارا مجھکو

اے کشتیِ جان کے ناخدا! مجھے صحیح و سلامت کنارِ عافیت پر پہنچا۔ طوفان کے خوف سے جی حباب کی طرح بیٹھا جاتا ہے، بھنور کے خیال میں جہازِ اُمید ڈگمگاتا ہے۔ لہریں ہوش و حواس پر پانی پھیر رہی ہیں! نہ میں تیراک ہوں، نہ پیراک۔ صرف تیرے سہارے پر۔

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰاہا"

(استقلال آیا)

اِستقلال ۔"ہندوستان! تم ماہیِ بے آب کی طرح کیوں تڑپ رہے ہو؟ لہروں کی مانند پیچ و تاب کھاتے ہو، آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہاتے ہو۔ اگر اس طوفان کے نظارے سے بے آس ہو جاؤ گے، تو دُنیا میں ہرگز آبرو نہ پاؤ گے، صدفِ اُمید معدوم ہو جائیگا۔ گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آئیگا۔"

ہندوستان ۔"میں مایوس نہیں۔ اندیشہ صرف اتنا ہے، کہ یہ خطرناک دریا

کس طرح عبور کرونگا۔ نہ کوئی کشتی ہے، نہ اگنبوٹ۔"

استقلال "۔تم نے آرام طلبی میں اتنی عمر گذاری، گھر کی چاردیواری میں مقید رہے۔ لیکن اب زمانے کا رنگ پلٹ گیا ہے۔ محنت اور ہمّت سے کام لینے والے دُنیا میں عزّت پاتے ہیں، جنکے خیال میں سمندر پار جانا گناہِ عظیم ہے، اپنی آبرو خاک میں مِلاتے ہیں۔ آجکل وہ بھی انسان موجود ہیں۔ جورات دن سمندروں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ کوئی تجارتی جہازوں کا محافظ ہے، اور کوئی جنگی جہازوں کا افسر۔ اتھاہ سمندروں پر حکمرانی ہے، اُن کی نظر میں جیسی خشکی ہے، ویسا پانی ہے۔ ایک تم ہو، کہ کنارے پر ہی حواس خطا ہوئے جاتے ہیں۔"

ہندوستان "۔آپ بجا فرماتے ہیں، لیکن یہ طعن وتشنیع کا وقت نہیں۔ الیاس بن کر میری دستگیری فرماؤ، اور کامیابی کا کنارا دکھاؤ۔"

استقلال۔"بہت بہتر! سُنو، سُنو! دریا سے یہ کیسی آواز آرہی ہے؟"

آواز۔"آہ! ع شبِ تاریک۔ بیمِ موج۔ گرداب چنیں حایل۔
کجا دانند حالِ ما۔ سبکبارانِ ساحل ہا۔

اے کنارے کے رہنے والو! کچھ سُنتے ہو؟ ہماری فریاد پر کان دھرو! آہ! ستم رسیدوں کی حالت زار کس طرح دیکھ سکتے ہو؟ تمہاری آنکھوں میں خود غرضی کی تاریکی چھائی ہے؟ کیا ہماری آہ وزاری سے تمہارا دل نرم نہیں ہوتا؟ لہروں کی کشمکش میں جان تنگ آئی ہے۔ تم خیال نہیں کرتے؟ کہ بھنور میں غوطے کھانے والے ابھی پانی کی چادر میں رُوپوش ہوجائیں گے۔ لیکن تمہیں اِس سے کیا واسطہ! قدرِ عافیت آنکسے داند، کہ بمصیبت گرفتار آید۔"

ہندوستان (آبدیدہ ہوکر) آہ! یہ بھی کوئی میرے جیسے ناتجربہ کار ہیں۔ آہ اِن کی کوئی نہیں سُنتا۔ اگر مجھ میں یہ قابلیت ہوتی، تو ضرور مدد کرتا۔ مگر افسوس! آں خویشتن گم ست کرا رہبری کند۔"

اِستقلال "۔خیر! پہلے اپنی فکر کرو۔"

ہندوستان "آپ کی مدد درکار ہے"۔
استقلال "میں ہر طرح حاضر ہوں"۔
ہندوستان "پار ہونے کی تدبیر بتاؤ"۔
استقلال "آؤ"۔ (دونوں گئے)

سین چوتھا ــــــ گلشنِ امید

(علم و عمل کی گفتگو)

علم۔ "میری آب و تاب سے دُنیا پُرنور ہوتی ہے، جہالت کی تاریکی کافور ہوتی ہے"۔

عمل۔ "مبارک! واقعی جب تک جہالت کا زور رہیگا، تہذیب و شایستگی کی کوئی قدر و منزلت نہ کرے گا۔ گرمجوشی سے اپنی تجلیاں دکھاؤ، اِس آتش مزاج کے دُھوئیں اُڑاؤ"۔

علم۔ "میں تو کسی طرح پست ہمت نہیں ہوتا۔ لیکن بعض اوقات طبیعت اہلِ دُنیا سے بیزار ہوجاتی ہے۔ بڑے بڑے شایستہ انسان جہالت کے دام میں آجاتے ہیں، اور میری گردن پر ناانصافی کی چھُری چلاتے ہیں۔ محبت کے پردے میں خنجر عداوت پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور انصاف کے غلاف میں ظلم و ستم کا صحیفہ رکھتے ہیں"۔

عمل۔ تو پھر اسکا انتظام کیوں نہیں کرتے؟

علم۔ "اگر آپ میرا ساتھ دیں، تو کامیابی یقینی ہے۔ تمام رُکاوٹیں یک قلم دُور ہوجائینگی۔ اور جو کام برسوں میں ممکن نہیں دنوں میں انجام پائے گا"۔

عمل۔ واقعی جب حضرتِ انسان کے کارنامے سنتا ہوں، حیران رہ جاتا ہوں۔ کیا یہی اشرف المخلوق ہے؟ جکے قول و فعل ایکدوسرے

سے متضاد، ظاہر و باطن میں زمین و آسمان کا فرق - غریبوں کو ستانا، مظلوموں کا دل دکھانا، جور و ستم کے تیر چلانا، اسکا ایک مشغلہ ہے -
اگر شرافت اِسی کا نام ہے، تو میرا اسلام ہے"-

علم "- آپ بجا فرماتے ہیں، لیکن اگر ہم کسی کو ناجایز خواہشات و جذبات میں گرفتار پائیں، تو لازم ہے، کہ اسکو مخلصی دلائیں - انسان سہو و نسیان کا مُبتلا ہے - اگر اس سے کوئی قصور سرزد ہو، تو ہمیں آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ است - وگر خاموش بنشینم گناہ است"-

عمل "- تم سا نیک دل زمانہ میں ملنا محال ہے، کہ ناعاقبت اندیش اور احسان فراموش انسان کی بہتری کا ہر دم خیال ہے - اُسے تمہاری مہربانیوں کا اعتراف نہیں - لیکن تمہیں ادائے خدمات میں ذرا انحراف نہیں"-

علم "- جو کچھ میرے امکان میں ہے، کئے جاتا ہوں، لیکن بہر حال تمہاری امداد کی ضرورت پاتا ہوں"-

عمل "- مجھے کوئی عذر نہیں، ہر طرح حاضر ہوں - سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے"-

(دونوں گئے)

ہندوستان (آکر) شکر ہے، لق و دق میدانوں - خطرناک پہاڑوں، اور طوفان خیز دریاؤں کی مسافت طے کر گئے - اس خوشنما، اور سر سبز گلشن کا نظارہ نصیب ہوا - تر و تازہ پھول دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا، قسم قسم کے میوہ دار درخت چاروں طرف لہلہاتے ہیں - بہتر ہے - کسی درخت کے سایہ میں بیٹھکر ذرا آرام لوں - پھر آگے قدم بڑھاؤں" (بیٹھ گیا - اور خیال آیا)

خیال "- تم کون ہو؟"

ہندوستان "- نے بُلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں -
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں"

خیال "- نام؟"

ہندوستان "- ہندوستان"

خیال "- یہ حالت؟"

ہندوستان۔ "انجامِ غفلت!"
خیال۔ "آخر سبب؟"
ہندوستان۔ "دیکھئے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔ میری سنے جو گوشِ نصیحت نیوش ہے! مَیں کسی وقت صاحبِ اقبال تھا، دولت و حشمت میرے ناخریدہ غلام تھے، رُوئے زمین پر میری قابلیّت کا شہرہ تھا۔ بڑے بڑے عالم فاضل میرے سامنے طفلِ مکتب تھے۔ اور مشہورِ زمانہ صناع میرے ادنیٰ شاگرد۔ آہ! غفلت کی نیند ایسی طاری ہُوئی، کہ سب کچھ کھو بیٹھا۔ اور اب وہ حالت مجھے خواب معلوم دیتی ہے۔ نہ لیاقت ہے، نہ قابلیّت۔ افلاس و قحط میرے رفیق ہیں، ہیضہ و طاعون یار و فادار۔ دل و دماغ کمزور۔ جگر صدموں سے پتھر۔ جسم حسرت و ارمان کا پتلا۔ ہر بات میں دوسروں کا محتاج۔ ہر چیز کے لئے غیروں کا دستِ نگر۔"
خیال۔ "[illegible]"
ہندوستان۔ "کچھ اس سے بڑھ کر۔ میری سرزمین لعل و گہر کی کان اور زر و سیم کا معدن ہے۔ لیکن بخلاف اِس کے۔

نوبت میں پہنچیں محن جگر لال ہمارے۔ یاں آبرو پاتے ہیں گہر آکے عدن سے۔"

خیال۔ "کیا تمہارے متعلقین اس سے فایدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ وہ ایسی گراں بہا چیزوں کا جایز استعمال کرنا نہیں جانتے؟"
ہندوستان۔ "بالکل نہیں۔ اُنہیں جسم چھپانے کے لئے اپنا کپڑا میسّر نہیں۔ میرے نالایق نہیں، نادان فرزند اس جہاں سے رحلت کرتے وقت زبانِ حال سے کہتے ہیں۔ ؎

وہ ننگِ وطن ہم ہیں، کہ مر کر بھی عدم کو۔ مُنہ ڈھانپے ہُوئے جاتے ہیں غیروں کے کفن سے۔"

خیال۔ "کیا تم اسکا تدارک نہیں کر سکتے؟"
ہندوستان۔ "کر سکتا ہُوں، لیکن ہمّت نہیں، علم کی مہربانی سے مَیں نے مکانِ یاس کو خیرباد کہا۔ اور ہزاروں مصیبتیں سہہ کر آج یہاں مُدّت کے بعد دو گھڑی آرام کے لئے بیٹھ گیا۔"

خیال ۔" اب کہاں کا عزم ہے ؟"

ہندوستان ۔" مقامِ ترقی میں جاؤں گا، نہ معلوم ! ابھی کتنی دُور ہے ۔
اور وہاں پہنچنے میں کِن کِن آفتوں کا سامنا ہو گا ۔"

خیال ۔" اب مایوسی کی کوئی بات نہیں ۔ یہ گلشن اُمید ہے ، اب تم منزلِ مقصود کے بہت قریب آ گئے ہو ۔"

ہندوستان ۔" میں آپکا دل سے مشکور ہوں ، کہ یہ مژدۂ جاں بخش سُنایا ۔"

(رشک آیا)

رشک ۔" مسٹر خیال تسلیم !"

خیال ۔" آداب ۔"

رشک ۔ یہ صاحب کون ہیں ؟"

خیال ۔" ہندوستان ۔"

رشک ۔" کدھر کا ارادہ رکھتے ہیں ؟"

خیال ۔" مقامِ ترقی کا ۔"

رشک ۔" اُوہ ! حلوا خوردن را رُوئے باید ۔"

خیال ۔" تمہیں اِس سے کیا واسطہ ؟ خواہ مخواہ کیوں جلتے ہو ۔"

رشک ۔" جناب مِن اسے ارادہ گر کرے ناقص علو و جاہِ کامل کا ۔
یہی سمجھو ۔ کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے ۔"

خیال ۔" تو آپ کیا قاضی ہیں ؟ یونہی دخل در معقولات !"

رشک ۔" مقامِ ترقی ! کیا خوب ۔ ع
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے ۔"

ہندوستان ۔" خیر ! یہی سہی ! ؎
نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنے ۔
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں ۔"

خیال ۔ کوئی پروا نہیں ۔ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا ۔ آؤ ، چلیں ۔"

(دونوں گئے)

سین پانچواں —— مقامِ ترقی

{اجلاس - بصارت ضمیر - ممبران - علم - عمل - اتفاق
خیال - استقلال - فہم - دربان - قیاس}

قیاس (آداب بجالا کر) "ایک غریب الوطن مسافر باریابی چاہتا ہے"۔

ضمیر - "حاضر کرو"۔ (قیاس ہندوستان کو ساتھ لایا)

ہندوستان - (مودبانہ سلام کر کے) :-

"الٰہی! بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا"۔

ضمیر - "کیا فریاد ہے؟"

ہندوستان - "میں غریب، نادار اور فلاکت زدہ اس لئے حاضر ہوا ہوں، کہ مقامِ ترقی کے فیضانِ نعمت سے مستفید کیا جاؤں"۔

ضمیر - "کیا تم یہاں کے قوانین کے پابند رہ سکو گے؟"

ہندوستان - "بدل و جان"۔

علم - "تمہارے لئے لازم ہوگا۔ کہ ہمیشہ حقیقی تعلیم کے حصول میں کوشش کرو"۔

ہندوستان - "منظور"۔

عمل - "ہر ایک نیک کام اور مفید اصول پر صداقت سے عمل پیرا ہونا تمہارا فرض مقدم ہونا چاہئے"۔

ہندوستان - "بسر و چشم"۔

اتفاق - "کیا تمہیں یقین ہے، کہ اپنی سرزمین میں قومیت اور یگانگت کی اشاعت کرو گے؟"

ہندوستان - "بیشک!"

خیال - "ناجائز خواہشات، اور بیہودہ جذبات کی پیروی تو نہیں کرو گے؟"

ہندوستان - "ہرگز نہیں"۔

استقلال "کیا اپنے علوم و فنون کو ترقی دینے میں ہمت اور ثابت قدمی سے مصروف رہو گے؟"

ہندوستان "تا عمر۔"

فہم "تمہیں ہر ایک معاملہ میں متانت۔ سنجیدگی اور دُور اندیشی۔ سے کام لینا ہوگا۔"

ہندوستان "بڑی خوشی سے۔"

ضمیر (ایستادہ ہو کر) "اِسے دربار میں جگہ دو۔ (ہندوستان بیٹھ گیا)۔ ہندوستان! مجھے تمہاری حالت پر بہت رحم آتا ہے، اگر تم نے اِن وعدوں پر جو اِس وقت معزز کونسل کے سامنے کئے ہیں، عمل کیا، اور اپنی زندگی کو باضابطہ بنایا، تو بیشک ویسے ہی معزز و ممتاز ہو جاؤ گے، جیسے تم کسی زمانہ میں تھے، اور جس کے ہر وقت خواب دیکھ رہے ہو، اور اُن کی بدولت آیندہ کامیابی یقیناً اسی دلخوش کُن خواب کی تعبیر ہوگی۔" (بیٹھ گیا)

ہندوستان ۔ (مودبانہ کھڑا ہو کر) "آہ! گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔ میں وہ درد رسیدہ ہُوں جو ممکن ہی نہ ہو۔ درد اور بڑھے ٹیس کلیجے کی سوا ہو۔ مَیں نے زمانہ میں وہ صدمے سہے، جو خدا دُشمن کو بھی نصیب نہ کرے، مَیں فرشتہ خصلت علیم کا احسان تا دمِ زیست فراموش نہیں کروں گا۔ جس کی عنایت نے مجھے مکانِ یاس سے مقامِ ترقی پر پہنچایا، اور آپ ایسے بے نظیر اصحاب کی قدمبوسی کے قابل بنایا۔ ورنہ

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

مَیں سچّے دل سے اقرار کرتا ہُوں، کہ اُن تمام وعدوں پر قایم رہوں گا، جو اِس وقت آپ کے سامنے کئے گئے ہیں۔ میرا اعتقاد ہے، کہ یہ تمام اعلیٰ معراج تک پہنچنے کے لئے ایک معتبر زینہ کا کام دیں گے۔ خدا مجھے توفیق دے، کہ اِن پر دل و جان سے عمل کر کے کامیابی حاصل کروں۔" (بیٹھ گیا)

ضمیر:- ممبرانِ کونسل وہندوستان! جب ہم اپنی ہستی پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ ایک خواب ہے، مایوس ہو جاتے ہیں، اور کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن جس وقت خیال آتا ہے، کہ سلطنتِ جسمانی کا فرمانروا دماغ تمام طاقتوں کے سو جانے پر بھی برابر اپنے نظم ونسق میں لگا رہتا ہے۔ تو فی الفور آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور غفلت کی نیند ہم سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ (چیرز)

اور ہے بھی ٹھیک، اگر قدرت نے مچھلی کو سمندر میں پیدا کیا ہے، اور اُس کی ہستی کا مدار پانی کے سوا اور کسی چیز پر نہیں، تو بہتر ہے۔ کہ تلاطم کے ہنگوڑے میں پرورش پائے، لہروں کے آغوش میں کھیلے، بھنور میں ڈبکیاں لگائے، اور حبابوں کے طلسمی فانوسوں کا نظارہ دیکھے۔ اگر اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو، کہ وہ سمندر سے نکل کر خشک میدان میں سکونت اختیار کرے، تو اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے، کہ چند ہی منٹ میں تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہو جائیگی۔ یہی مثال اس ناعاقبت اندیش انسان کی ہے، جو دنیا میں پیدا ہو کر فرائض دنیوی سے سبکدوش ہونا چاہے۔ اگر قدرت کو یہ منظور ہوتا، تو اُسے جامۂ انسانیت عطا نہ کرتی۔ (چیرز) ہاں! کوئی عقلمند یہ رائے نہ دے دیگا۔ اور نہ یہ قرینِ انصاف ہے، کہ ایک انسان اس قدر حرص وہوا کا غلام بن جائے، کہ دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کرے، لیکن یہ بے پروائی، نہیں نہیں، بیوقوفی وبالِ جان ہوگی، اگر اپنی ضروریات کی نگہداشت سے بھی غافل رہے، اور بالآخر ایسے لوگوں کے دوزخ کا ایندھن بنے، جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ کہ ؎

منہ سے بس کرتے نہ ہر گز یہ خدا کے بندے
گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا۔

(شرم شرم) اِس خیال سے فرض انسانی مجبور کرتا ہے، کہ نہ ہم کسی

کی چیز چھینیں، اور نہ کسی کو اپنی اشیا پر ہاتھ صاف کرنے دیں، مگر یہ ایسی حالت میں ممکن ہے، جب ہر طرف سے چوکنے رہیں، ذراسی کوتاہی بھی اس مقصد میں کبھی عہدہ برا نہ ہونے دے گی۔ (چیرز)

صاحبان! تعلیم کا دریا بہہ رہا ہے، عمل کی نہریں جاری ہیں، اتفاق کی آبشاریں گر رہی ہیں، خیالات کا چشمہ لبریز ہے، استقلال کا تالاب پُر آب ہے، ادراک کی ندیاں لہرا رہی ہیں۔ اگر اب بھی آپ سیراب نہیں ہوتے، تو افسوس سے کہنا پڑیگا۔ ؎

یار در خانۂ و ما گردِ جہاں مے گردیم
آب در کوزۂ و ما تشنہ لباں مے گردیم

اگر دُنیا میں آبرو پانی ہے، اگر دولت لازوال سے مالا مال ہونا ہے، اگر چاہتے ہو، کہ تمہارا نام و نشان صفحۂ ہستی پر باعزت و حرمت موجود رہے، تو دانائی، قابلیت، محنت، استقلال، اور شائستگی سے اپنی تکالیف کا عقدۂ مشکل حل کرو۔ کیونکہ خدا ان کی مدد کرتا ہے، جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ؎

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے۔
مثل ہے، کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔

مجھے اُمید ہے، کہ تم میرے ان خیالات کو دل میں جگہ دوگے، اور اپنے کو دُنیا میں معزز و ممتاز بناؤ گے"۔ (چیرز)

ہندوستان "میں ان قابلِ قدر خیالات پر ضرور عمل کرونگا۔ آپ نے مجھے ممنون احسان بنایا، اور اپنے فرائض سے آگاہ فرمایا"۔

ضمیر "اب ہم دربار برخاست کرتے ہیں"۔ (سب گئے)